سوال

(13)کم عمر لڑکی سے نکاح کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں چھبیس سالہ نوجوان ہوں اور ایک اچھے گھرانے کی لڑکی سے تعارف ہوا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اس سے منگنی کرلوں لیکن مشکل یہ ہے کہ لڑکی ابھی تک چھوٹی ہے اور اس کی عمر صرف تیرہ برس ہے، توکیا اخلاقی طورپر اس کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے اور اس سے شادی کی جاسکتی ہے؟ اور کیا دینی، معاشرتی اور قانونی طور پر ہماری عمر کا فرق قابل قبول ہوگا؟

فرض کریں اگر شادی ہوجاتی ہے تو یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کنواری لڑکی سے توشادی پر اس کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے لیکن ایک تیرہ برس کی لڑکی ایسا فیصلہ کرنے پر قادر ہوگی اور کیا اسلام اس طرح کی شادی کی اجازت دیتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ دونوں کے درمیان عمر کے اس فرق کے باوجود اس لڑکی سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں، اہم چیز یہ ہے کہ وہ لڑکی دین دار اور اچھے اخلاق کی مالک ہونی چاہیے۔ نکاح کے معاملے میں یہی چیز مطلوب ہے اور شریعت بھی اسی کا حکم دیتی ہے اور اسی سے رضامندی و موافقت اور ان شاء اللہ سعادتمندی کا حصول بھی ہوگا۔

چھوٹی بچی سے شادی کی صحت پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے۔

وَالّـٰـى يَئِسنَ مِنَ المَحيضِ مِن نِسائِكُم إِنِ ارتَبتُم فَعِدَّتُهُنَّ ثَلـٰثَةُ أَشهُرٍ وَالّـٰـى لَم يَحِضنَ ۚ وَأُولـٰتُ الأَحمالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعنَ حَملَهُنَّ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجعَل لَهُ مِن أَمرِهِ يُسرًا ٤ ... الطلاق

اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہوچکی ہوں ان کے معاملہ میں اگر تم لوگوں کو کوئی شک لاحق ہے تو (تمہیں معلوم ہو کہ) ان کی عدت تین مہینے ہے اور یہی حکم اُن کا ہے جنہیں ابھی حیض نہ آیا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت کی حد یہ ہے کہ اُن کا وضع حمل ہوجائے جو شخص اللہ سے ڈرے اُس کے معاملہ میں وہ سہولت پیدا کردیتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنہیں کم عمری کی بنا پر حیض نہیں آیا ان کی عدت تین ماہ مقرر کی ہے اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ عدت تو نکاح کے بعد طلاق کی وجہ سے ہوتی ہے؟ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی شادی بھی ہوسکتی ہے اور پھر اسے طلاق بھی دی جاسکتی ہے۔

نیز نبی کریم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھ برس کی عمر میں شادی کی تھی اور جب وہ نوبرس کی ہوئیں توان کی رخصتی ہوئی تھی اور نبی ﷺ اس وقت پچاس برس سے متجاوز تھے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے عائشہؓ سے بیان کیا ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے ساتھ چھ برس کی عمر میں شادی کی اور مجھ سے نو برس کی عمر میں بنا (یعنی ہم بستری) کی۔ (بخاري: 3894، كتاب المناقب: باب تزويج النبي عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها، مسلم: 1422، كتاب النكاح: باب تزويج الأب البكر الصغيرة)

اور جس لڑکی کی عمر تیرہ برس ہو اس بات کا احتمال ہے کہ وہ تو بالغ بھی ہو چکی ہو، تو جب وہ بالغ ہے پھر علمائے کرام کا صحیح قول یہی ہے کہ شادی میں اس کی رضامندی شرط ہوگی کیونکہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی شوہر دیدہ کی شادی اس کے مشورے کے بغیر نہ کی جائے اور نہ ہی کسی کنواری کی شادی اس کی اجازت کے بغیر کی جائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ وہ خاموش رہے۔''

(بخاري: 5136، كتاب النكاح: باب لا ينكح الأب وغيره البكر والثيب إلا برضاها، أبوداود: 2094، ترمذي: 1109، نسائي: 8716، ابن ماجة: 1871، بيهقي: 120/7)

اور اگر وہ لڑکی بالغ نہیں ہوئی تو اس کے والد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کی شادی کر دے اور اس کے لیے اس سے اجازت حاصل کرنی لازم نہیں ہوگی۔

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''چھوٹی کنواری بچی کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں (یعنی اس کا والد اس کی شادی کرنے کا اختیار رکھتا ہے خواہ وہ اسے ناپسند ہی کرتی ہو۔''

امام ابن منذر نے کہا ہے کہ

''اہل علم میں سے جن کے متعلق بھی ہمیں علم ہے وہ سب اس بات پر متفق ہیں اور ان کا اجماع ہے کہ چھوٹی کنواری لڑکی کا نکاح اس کا والد کر سکتا ہے اور جب والد اپنی چھوٹی بچی کی اس کے کفو اور مناسب لڑکے سے شادی کر دے تو بچی کی ناپسندیدگی اور انکار کرنے کے باوجود والد کے لیے اس کی شادی کرنا جائز ہے۔''

(المغنی لابن قدامة: 398/9)

لیکن امام احمد رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو لڑکی نو برس کی ہو جائے تو وہ بالغ لڑکی کے حکم میں ہوگی اور اس سے اجازت حاصل کرنا واجب ہے تو اس لیے اگر والد احتیاط سے کام لے اور اس سے اجازت حاصل کر لے تو یہ بہتر اور اچھا ہے۔

(المغنی لابن قدامة: 398/9-405)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ نکاح وطلاق]

سلسلہ فتاویٰ عرب علماء 4

صفحہ نمبر51

محدث فتویٰ